محمد سعید*

# میراجی کی چوبیس نظموں کا زمانی تعین


## Abstract:

## Determining the Dates of Creation for 24 of Meeraji's Poems

Meeraji (born Sanaullah Sani Dar Meeraji) is one of the most creditable names of modern Urdu poetry, known for works such as *Meeraji kē Gīt* and *Tīn Rang*. As is true for all poets, it is integral to determine the time period or age around which Meeraji penned down his work. This is important for one's understanding of the influence upon the poet, as well as the evolution in his/her personality and craft. However, Meeraji's published work appears to be devoid of this calibration and thus a serious engagement is required with his work to determine facts regarding time of publication etc. A handwritten *Biyāẕ* (notebook) of Meeraji was examined by linguist and scholar Dr. Jameel Jalibi but he appears to have been unable to extract the relevant details. In *Kulliyāt-e Meeraji*, there is no account of the dates of writing, and those which are mentioned are often found to be incorrect. In this article, the author has closely engaged with the same handbook and has been able to determine the time of writing twenty-four of Meeraji's poems.


**Keywords:** Meeraji, Modern Urdu Poem, Jameel Jalibi, Kulliyaat-e Meeraji, Biyaz-e Meeraji.

کسی تخلیق کار کی تخلیقات کا تاریخی اور زمانی تعین اُس کے ذہنی ارتقا کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اُس کے نجی حالات اور اُس کے عہد کے سیاسی و سماجی حالات کی بھی نشان دہی ہوتی ہے ۔ گویا جس طرح ادب اور معاشرے کا تعلق ہوتا ہے اسی طرح ادیب اور معاشرے کا بھی گہرا تعلق ہوتا ہے ۔ یہ ایک آفاقی سچائی ہے اور بالکل سامنے کی بات ہے لیکن اُردو زبان و ادب کے اکثر تخلیق کار اپنی تخلیقات کے زمانی تعین سے گریز کرتے رہے ہیں ۔ اِس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں ۔ تخلیقی ادب کی ایک آفاقی حیثیت ہوتی ہے اور ایک عصری حیثیت ۔ آفاقی حیثیت زیادہ قابلِ قدر ہوتی ہے کہ تخلیق کار اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے دُکھ اِس طرح بیان کرتا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کا دکھ بن جاتے ہیں ۔ اِس طرح وہ خود پس منظر میں رہ کر انسانیت کا نوحہ لکھتا ہے ۔لیکن اُس کے وہی فن پارے بیک وقت اُس کی زندگی اور عہد کے بھی ترجمان ہوتے ہیں، اِس طرح اُن کی عصری اہمیت اور حیثیت بھی مسلّم ہے۔تخلیقات کی عصری اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے یا اُن میں اُس تخلیق کار کو تلاش کرنے کے لیے اُس کی تحریروں کا زمانی تعین کرنا ضروری ہوتا ہے۔جس تخلیق کار کے ہاں یہ اہتمام نہیں ہوتا، اُس کے لیے محققوں اور نقادوں کو دہائیوں پر مشتمل ادوار بندی کرنا پڑتی ہے ، یا اُس کی ذات کی تلاش کے لیے مختلف خارجی شہادتوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اِس لیے اگر کسی تخلیق کار نے اپنی تحریروں پر تاریخوں کا اندراج کیا ہو تو تحقیق میں اِس بات کو بڑا خوش آئند تصور کیا جاتا ہے ۔ اِس پس منظر میں جدید اُردو نظم کے سب سے معتبر شاعر میرا جی (۱۹۱۲ء۔ ۱۹۴۹ء) کو دیکھیں تو وہ اپنی لاابالی طبیعت کے باوجود اپنی نظموں پر تاریخوں کے اندراج کا اہتمام کرتے نظر آتے ہیں ۔

میرا جی کی نظموں پر مشتمل اُن کے ہاتھ سے لکھی ہوئی اُن کی ایک قلمی بیاض[۱] موجود ہے جس میں باون نظمیں ہیں ۔ اُن میں سے صرف پانچ نظمیں ایسی ہیں جن پر کوئی بھی تاریخ درج نہیں اور اِس بات کا احساس میرا جی کو تھا کیوں کہ یہ پانچوں نظمیں اُن کے اِس بیاض نما مسوّدے کے آخر میں ایک ہی جگہ شامل ہیں گویا صرف اُن پر تاریخ تحریر درج نہ ہو سکنے کی وجہ سے میرا جی نے انھیں باقی نظموں سے الگ رکھا ۔ اِس کے علاوہ چھے نظمیں ایسی ہیں جن پر مکمل تاریخ کا اندراج تو نہیں لیکن سال تحریر ضرور لکھا ہوا ہے ۔ باقی تمام نظموں پر مکمل تاریخ تحریر موجود ہے ۔ اُردو میں میرا جی کے علاوہ بھی بعض تخلیق کار اپنے فن پاروں پر تاریخ تحریر کے اندراج کا اہتمام کرتے ہیں لیکن اُن کی مطبوعہ صورت اکثر ایسے اہتمام سے خالی ہوتی ہے ۔ اِس کی وجہ غالباً یہ ہوتی ہے کہ یا تو تخلیق کار کے فن پارے کی آفاقیت پر حرف آ رہا ہوتا ہے یا پھر ناشر کے مفادات کو نقصان ہو رہا ہوتا ہے ۔فن کار کی آزاد طبیعت بھی اسے زمان و مکان کی قید سے آزاد رہنے پر اُکسا رہی ہوتی ہے ۔ میرا جی کا معاملہ دوسرا تھا۔ اُنھوں نے اپنی نظموں کے پہلے مجموعے کے طور پر مسوّدہ تیار کیا اور اُس کا عنوان بھی قائم کیا

تو اُن کا یہ مسوّدہ کچھ ہی عرصے بعد ردّی کے بھاؤ بک کر گم ہو گیا۔ اور پھر جب اُن کی نظموں کا پہلا مجموعہ میرا جی کی نظمیں (۱۹۴۰ء)[۲] کے عنوان سے شائع ہوا تو اس کی تیاری میں مذکورہ گم شدہ بیاض اُن کے سامنے نہیں تھی، اِس لیے اُن کو یہ نظمیں رسائل سے لینا پڑیں اور رسائل کی اشاعتوں ہی کی بنیاد پر اِس مجموعے کی نظموں کو سال کے حساب سے زمانی ترتیب دی۔

بیاضِ میرا جی میں شامل نظمیں ساری کی ساری میرا جی کے مطبوعہ مجموعوں میں شامل نہیں ہیں۔ بیاض کی باون نظموں میں سے ایک میرا جی کے گیت (۱۹۴۳ء)[۳] میں، سات میرا جی کی نظمیں میں، پانچ پابند نظمیں (۱۹۶۸ء)[۴] میں، ایک تین رنگ (۱۹۶۸ء)[۵] میں اور ایک سہ آتشہ (۱۹۹۲ء)[۶] میں شامل ہے۔ اِس طرح بیاض میں موجود نظموں میں سے صرف پندرہ نظمیں ایسی ہیں جو رسائل کے توسط سے مطبوعہ مجموعوں میں شامل ہو سکیں کیوں کہ بیاضِ میرا جی گم ہونے کے بعد دوبارہ میرا جی کو کبھی نہیں مل سکی۔ اِن مجموعوں میں سے صرف پہلے مجموعے میرا جی کی نظمیں میں زمانی ترتیب کا اہتمام ہے باقی کسی مجموعے میں سالِ تحریر کا تعین بھی نہیں ہے۔ اِس صورت میں بیاضِ میرا جی کی مدد سے کم از کم میرا جی کی باون نظموں کا زمانی تعین آسانی سے ہو جاتا ہے۔ کلیاتِ میرا جی (۱۹۹۲ء)[۷] مرتب کرتے ہوئے یہ بیاض چوں کہ جمیل جالبی (۱۹۲۹ء-۲۰۱۹ء) کے بھی پیشِ نظر رہ چکی ہے اور اُنھوں سے اِس کی مدد سے بعض نظموں پر مکمل تاریخ تحریر کا اندراج بھی کیا ہے۔ اِس لیے قاری مطمئن ہو جاتا ہے کہ جمیل جالبی نے ممکنہ معلومات درج کر دی ہوں گی، لیکن ایسا نہیں ہے۔ جمیل جالبی اِس بیاض سے بھر پور استفادہ نہیں کر سکے اور نہ بیاض میں موجود نظموں کی تمام تاریخوں کو ظاہر کر سکے ہیں۔

میرا جی کی اِس بیاض کے ذریعے سے پہلی بار میرا جی کی انیس نظموں کی مکمل تاریخ تحریر کا تعین کیا جانا ممکن ہو سکا ہے اور پانچ نظموں کے سال کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اِس کے باوجود کہ یہ بیاض جمیل جالبی کے پیشِ نظر تھی اور اُنھوں نے اِس میں موجود تقریباً سارا کلام اپنی مرتبہ کلیاتِ میرا جی میں شامل بھی کیا لیکن انیس نظموں کی تاریخِ تحریر اُنھوں نے ظاہر نہیں کی یا غلط درج کر دی۔ بیاضِ میرا جی میں شامل نظمیں کلیاتِ میرا جی میں کسی ایک جگہ نہیں ہیں۔ جمیل جالبی کے پیشِ نظر چوں کہ کلیات کو مرتب کرنا تھا، اِس لیے اُنھوں نے جو ترتیب رکھی، اِس میں یہ اہتمام کیا کہ پہلے مطبوعہ مجموعوں میں شامل نظموں کو ایک جگہ رکھا اور رسائل میں شائع ہونے والی نظموں کو ایک الگ جگہ ترتیب دیا اور بیاض میرا جی یا بیاضِ ضیا جالندھری[۸] کے ذریعے پہلی بار سامنے آنے والی نظموں کو ایک الگ جگہ ترتیب دیا۔

کلام میرا جی کی یہ زمانی ترتیب نہیں ہے اور نہ اِس طرح ترتیب و تدوین کے کسی اُصول کی پاس داری ہوتی ہے۔ البتہ کلام کے اندراج کی یہ ایک موٹی سی تقسیم اُن کے پیشِ نظر ضرور رہی ہے۔ میرا جی کی اِس بیاض میں موجود نظموں میں سے جو اُن کے مطبوعہ مجموعوں میں آ چکی ہیں اُن کو تو کلیات میں اُن مجموعوں کے مطابق ہی درج کیا ہے۔ مثلاً نظموں کے پہلے مجموعے میرا جی کی نظمیں میں چوں کہ خود میرا جی نے سال کی بنیاد پر نظموں کو زمانی ترتیب سے رکھا ہے یعنی ایک سال کی نظمیں ایک جگہ تو جمیل جالبی نے بھی اِن نظموں کے اندراج میں یہی طریق اپنایا۔ ہر نظم کے آخر میں سال کا اندراج کر دیا اور حاشیے میں ماخذ کے طور پر میرا جی کی نظمیں بھی لکھ دیا۔ گویا اِن میں سے جو نظمیں بیاض میں شامل تھیں، اُن پر درج تاریخ تحریر کو نظر انداز کیا۔ لیکن ایک مثال اِس اصول کے برعکس بھی نظر آتی ہے۔ بیاض میرا جی کی تیسری نظم ''نارسائی'' ہے جو میرا جی کی نظمیں میں بھی تیسری نظم کے طور پر ۱۹۳۲ء تا ۱۹۳۴ء کی نظموں کے تحت شامل ہے۔ اِس مجموعے سے جب کلیاتِ میرا جی میں یہ نظم آئی تو بیاض میرا جی کا حوالہ دیے بغیر اِس کی مدد سے اِس کے آخر میں سالِ تحریر کے طور پر ''۳۱۔ مارچ ۱۹۳۴ء'' کا اضافہ بھی کر دیا گیا۔ جمیل جالبی باقی نظموں کے اندراج میں بھی یہی اُصول اپنانا چاہتے ہوں گے کہ بیاض کی مدد سے مکمل تاریخوں کا اندراج کر دیں لیکن اِس ایک نظم کے علاوہ شائع شدہ نظموں کے ساتھ بیاض میرا جی کی مدد سے کسی نظم کی تاریخ تحریر کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ ذیل میں میرا جی کے مجموعوں میں آنے والی ان نظموں کے عنوانات دیے جا رہے ہیں جو بیاض میرا جی میں بھی شامل ہیں اور بیاض کی مدد سے کلیاتِ میرا جی کے مرتب جن کی تاریخ تحریر کا تعین کر سکتے تھے مگر کیا نہیں۔ ''ایک گیت''(میرا جی کے گیت)، ''برہا''، ''سنگِ آستاں''، ''ترقی پسند ادب''(میرا جی کی نظمیں)، ''رقصِ غزالیں''(تین رنگ)، ''تاثر''، ''ایک شکاری ایک شکار''، ''مسافروں کی تلاش''، گھنا گرم جادو کسی رات کا''(پابند نظمیں)، اور ''منتظر ایک ہی لمحے کی تھیں دونوں روحیں''(سہ آتشہ)۔

دوسری صورت جمیل جالبی نے یہ رکھی کہ رسائل سے جو نظمیں حاصل کیں، کلیات میں درج کرتے ہوئے اُن کے نیچے صرف رسالے کا نام درج کر دیا۔ وہ نظمیں چاہے بیاض میں بھی موجود ہیں اور اُن پر تاریخ تحریر بھی درج ہے لیکن اُنھوں نے اِن تواریخ کو بھی نظر انداز کیا اور ظاہر نہیں کیا۔ کلیات میرا جی میں نیا دور کراچی کے حوالے سے ایسی پانچ نظمیں ہیں جو بیاضِ میرا جی میں شامل ہیں اور اُن پر تاریخ تحریر بھی موجود ہے لیکن جمیل جالبی نے اُن پر تاریخوں کا اضافہ نہیں کیا۔ ایسی پانچ نظمیں یہ ہیں۔ ''تحلیل کے بعد''، ''حادثہ''، ''شکوہ''، ''اعتذار'' اور ''محبت کا گیت''۔

تیسری صورت یہ کہ کلیات میرا جی میں جن نظموں کا ماخذ صرف میرا جی کی مذکورہ بیاض ہے، اُن کے اندراج کے وقت اُن پر درج تاریخوں کو ظاہر کرنے کا اہتمام تو کیا لیکن کہیں ایسا نہیں بھی ہوا اور کہیں غلط یا نامکمل اندراج بھی ہو گیا ہے۔ ایسی چار نظمیں یہ ہیں: ''بے تکلف عریانی، ''بے حجاب جنسیت''، ''جوانی کے گھاؤ''، چیستان'' اور'' میں جنسی کھیل کو صرف اک تن آسانی سمجھتا ہوں''۔ غرض یہ کہ بیاضِ میرا جی میں موجود انیس نظمیں ایسی ہیں جن کی تاریخ تحریر کا تعین پہلی بار اِس بیاض کی مدد سے کیا جانا ممکن ہوا ہے اور زیرِ نظر مضمون میں پہلی بار ان نتائج کو سامنے لایا جا رہا ہے۔ بیاض میرا جی میں تاریخیں اُردو ہندسوں میں ہیں یعنی مہینے کے نام کے بجائے اسے ہندسے سے ظاہر کیا گیا ہے۔ یہاں اُن تاریخوں کے اندراج میں مہینے کو ہندسوں کے بجائے لفظوں میں کر دیا ہے تاکہ التباس سے بچا جا سکے۔ ذیل میں یہ مطالعات نظموں کی زمانی ترتیب سے پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ برہا (۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

میرا جی کی نظمیں میں چوں کہ یہ نظم ۱۹۳۵ء کی نظموں کے تحت شامل ہے اِس لیے کلیات میرا جی میں بھی اِس پر صرف سال کا اندراج ہے، تاریخ اور مہینے سے خالی ہے۔

۲۔ بے تکلف عریانی، بے حجاب جنسیت (۲۲۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

کلیاتِ میرا جی میں اس نظم کا واحد ماخذ زیرِ نظر بیاض میرا جی ہے جس میں مکمل تاریخ موجود ہے لیکن مہینے کا ہندسہ اوپر سے نم آلود ہونے کی وجہ سے ذرا سا پھیل گیا ہے۔ جمیل جالبی اِس کا تعین نہیں کر پائے تو اُنھوں نے مہینے کے ساتھ تاریخ سے بھی اُس نظم کو آزاد کر دیا اور صرف سال لکھنے پر اکتفا کر لیا حال آں کہ واضح طور پر ایک ہندسہ دکھائی پڑتا ہے اور پھر یہ نظم بیاض میں اُن نظموں کے درمیان ہے جو جنوری ۱۹۳۵ء کی ہیں مثلاً ترتیب میں اِس سے پہلے ۲۔ جنوری کی ایک اور ۵ جنوری کی دو نظمیں ہیں اور اِس کے بعد دو نظمیں ۲۵ جنوری کی، دو ۲۷ کی اور ایک ۲۹ جنوری کی ہے۔ اسی طرح آگے فروری ۱۹۳۵ء کی بھی چند نظمیں ہیں۔ لہٰذا حتمی طور پر اس نظم کی تاریخ ۲۲۔ جنوری ۱۹۳۵ء ہی ہے۔

۳۔ ایک گیت (۲۷۔ جنوری ۱۹۳۵ء)

اِس بیاض میں میرا جی کا یہ واحد گیت ہے باقی تمام نظمیں ہیں اور بیاض میں یہ اُس مقام پر ہے جس کے آس پاس کی ساری نظمیں پہلی بار کلیات میرا جی میں شامل ہوئی تھیں۔ کلیات میں اِن نظموں کے ساتھ تو تاریخیں درج کرنے کا اہتمام ہے لیکن اِس گیت پر موجود تاریخ کو کلیات میں ظاہر نہیں کیا گیا کیوں کہ اِس کا ماخذ

جمیل جالبی نے بیاض کو نہیں بنایا بلکہ میرا جی کے گیت کو بنایا ہے جس میں کسی گیت پر تاریخ درج نہیں ہے۔ میرا جی کی کسی اور بیاض کی عدم موجودگی میں اور رسائل میں مطبوعہ گیتوں کا سارا ریکارڈ موجود نہ ہونے کی بنا پر اِس بیاض کی روشنی میں اِس بات کا تعین بھی ہو جاتا ہے کہ کم از کم جنوری ۱۹۳۵ء سے میرا جی نے گیت نگاری بھی شروع کر دی تھی۔

۴۔ جوانی کے گھاؤ (۲۵۔فروری ۱۹۳۵ء)

کلیاتِ میرا جی میں شامل اس نظم کا واحد ماخذ بیاض میرا جی ہے اور بیاض میں واضح طور پر نظم کے آخر میں ۲۵۔ ۲۔ ۱۹۳۵ء کی تاریخ درج ہے لیکن جمیل جالبی نے اس تاریخ کو ظاہر نہیں کیا۔ سہواً اُن کی نظر سے رہ گئی ہو گی۔

۵۔ چیستان (۱۸۔ مارچ ۱۹۳۵ء)

بیاض میں اِس نظم کے آخر میں صرف ''۱۸۔ ۳۵۔'' درج ہے یعنی تاریخ اور سال تو درج لیکن مہینے کا ہندسہ لکھے جانے سے رہ گیا۔ یہ میرا جی کا سہو ہے جسے سبقتِ قلم کہا جا سکتا ہے کیوں کہ یہ ایسی صورت نہیں ہے کہ بغیر تاریخ کی نظم کو بیاض میں نقل کرتے ہوئے اندازے سے سال تحریر لکھیں اور تاریخ یا مہینے کا تعین نہ ہو سکے تو اُن کی جگہ خط کا نشان لگا دیں جیسا کہ بعض نظموں کی تاریخ کے اندراج میں میرا جی نے کیا ہے۔ یہاں صورت حال مختلف ہے یعنی تاریخ کے بعد جو خط ہے، وہ فاصلے کے لیے علامت ختمہ ہے نہ کہ رہ جانے والے ہندسے کے لیے۔ اُس صورت میں میرا جی قدرے لمبا خط کھینچتے ہیں۔ بیاض کے اِس مقام پر خلافِ معمول پہلی بار یہ نظم نیلی روشنائی سے لکھی ہوئی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ باقاعدہ اہتمام سے بیاض میں نظمیں نقل کرنے کے بجائے وہ کسی مختصر وقت کے لیے بیٹھے ہوں گے اور جس روشنائی کا قلم میسّر آیا اسی سے جلدی میں نقل کر دیا۔ جمیل جالبی نے مہینے کا تعین کرنے کی بجائے تاریخ سے بھی اِس نظم کو آزاد کرتے ہوئے صرف سال ظاہر کیا ہے۔ نومبر ۱۹۳۵ء تک کی تمام نظمیں اِس بیاض میں زمانی ترتیب سے ہیں، اِس کے بعد کچھ کی ترتیب غلط بھی ہے۔ اب اِس نظم کو دیکھیں تو بیاض میں اِس سے پہلے چار نظمیں فروری ۱۹۳۵ء کی اور اس کے بعد دو نظمیں اپریل ۱۹۳۵ء کی ہیں۔ اسی طرح آگے مئی، جون ۱۹۳۵ء کی ہیں۔ بیاض کی اس ترتیب کے لحاظ سے اس نظم کو ۱۸۔ مارچ ۱۹۳۵ء کا ہی ہونا چاہیے۔

۶۔ تاثر (۲۹۔ اپریل ۱۹۳۵ء)

کلیات میں اِس نظم کا ماخذ چوں کہ پابند نظمیں ہے جو زمانی تعین کے بغیر ہے اِس لیے بیاض میں تاریخ موجود

ہونے کے باوجود کلیات میں اِس کو ظاہر نہیں کیا گیا۔

۷۔ ایک شکاری ایک شکار (۵ جون ۱۹۳۵ء)

اِس نظم کا ماخذ بھی چوں کہ پابند نظمیں ہی ہے اِس لیے بیاض میرا جی میں اِس نظم پر تاریخ کا اندارج ہونے کے باوجود کلیات میں اسے ظاہر نہیں کیا گیا۔

۸۔ منتظر ایک ہی لمحے کی تھیں دونوں روحیں (۳۔نومبر ۱۹۳۵ء)

یہ نظم میرا جی کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے۔مختار صدیقی (۱۹۱۷ء۔۱۹۷۲ء) کے شائع کردہ دونوں مجموعوں میں بھی نہیں آ سکی۔جمیل جالبی نے کلیات مرتب کی تو بیاض میرا جی کی نقل سامنے ہونے کے باوجود اُن کی نظر سے بھی رہ گئی اور کلیات میں شامل نہ ہوسکی۔ یہ نظم پہلی بار اختر الایمان (۱۹۱۵ء۔ ۱۹۹۶ء) کے مرتب کردہ مجموعے سہ آتشہ میں شائع ہوئی۔ انھوں نے یہ نظم کسی رسالے سے لی یا پھر اُن کی اپنی بیاض میں تھی، اس کا کوئی ماخذ انھوں نے نہیں بتایا۔سہ آتشہ میں شامل دوسرے کلام کی طرح اِس نظم پر بھی تاریخ تحریر کا اندراج نہیں ہے یا ہوسکتا ہے اُن کے پاس اس نظم کا جو ماخذ ہے، وہ بھی تاریخ تحریر سے خالی ہو۔ بیاض میں دوسری نظموں کی طرح اِس کے آخر میں بھی تاریخ تحریر موجود ہے۔ اِس صورت میں زیر نظر بیاض میرا جی کے ذریعے پہلی بار اِس نظم کی تاریخ تحریر سامنے آ رہی ہے۔

۹۔ میں جنسی کھیل کو صرف اک تن آسانی سمجھتا ہوں (۱۴۔نومبر ۱۹۳۵ء)

کلیات میرا جی میں اِس نظم پر سہواً ''۱۴۔ ۱۱۔ ۱۹۳۵ء'' کی بجائے ''۱۴۔ ۱۔ ۱۹۳۵ء'' لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے اِس طرح اِس نظم کی تاریخ تحریر دس ماہ پہلے جا پڑتی ہے۔سو یہ نظم ۱۴۔جنوری کی نہیں بلکہ ۱۴۔نومبر کی تخلیق ہے۔کلیات میں اِس نظم کے آخر سے مرتب نے تاریخ تو درج کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اِس صفحے پر آنے والے تقریباً چار بند کلیات میں شامل نہیں کیے۔ اِس صورت میں اِس نظم کے آخری چار بند اب تک میرا جی کے غیر مطبوعہ کلام کا درجہ رکھتے ہیں۔

۱۰۔ مسافروں کی تلاش (۷۔فروری ۱۹۳۶ء)

کلیات میں اِس نظم کا ماخذ چوں کہ پابند نظمیں ہے جو زمانی تعین کے بغیر ہے، اِس لیے جمیل جالبی نے اپنے ماخذ کی پیروی میں بیاض کو نظر انداز کیا اور اس کی تاریخ تحریر ظاہر نہیں کی۔

۱۱۔ رقصِ غزالیں (۱۴۔اپریل ۱۹۳۶ء)

میراجی کے مجموعے تین رنگ میں بھی چوں کہ تاریخوں کے اندراج کا اہتمام نہیں ہے اور کلیات میراجی میں اِس نظم کا ماخذ یہی مجموعہ ہے۔ اِس لیے ماخذ کی پیروی میں اِس پر بھی تاریخ ظاہر نہیں کی گئی۔

۱۲۔ گھنا گرم جادو کسی رات کا (۲۵۔ جون ۱۹۳۶ء)

کلیات میراجی میں اِس کا ماخذ پابند نظمیں ہے اِس لیے بیاض سے صرفِ نظر کر کے اِس نظم کو بھی تاریخ سے خالی رکھا گیا ہے۔

۱۳۔ تحلیل کے بعد (۱۹۔نومبر ۱۹۳۶ء)

۱۴۔ شکوہ (''۳۵ء اور ۳۷ء کے درمیان'')

۱۵۔ محبت کا گیت (۵ فروری ۱۹۳۷ء)

۱۶۔ حادثہ (۱۹۳۷ء)

۱۷۔ اعتذار (۲۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

نمبر شمار ۱۳ سے ۱۷ تک پانچ نظمیں کلیات میراجی میں رسالہ نیا دور کراچی کے حوالے سے درج ہیں اِس لیے بیاض میں اِن نظموں پر تاریخیں موجود ہونے کے باوجود جمیل جالبی نے انھیں ظاہر نہیں کیا۔ اِن میں سے نظم ''شکوہ'' پر میراجی نے اسی طرح اندازے سے سالِ تحریر کا اشارہ دیا ہے۔

۱۸۔ سنگِ آستاں (۱۵۔ جنوری ۱۹۴۰ء)

میراجی کی نظمیں میں یہ نظم ۱۹۳۹ء کی نظموں کے تحت درج ہے۔ اسی کی پیروی میں کلیات میراجی میں بھی اس پر ۱۹۳۹ء درج کر دیا گیا ہے۔ میراجی نے چوں کہ رسائل میں شائع شدہ نظموں کو جمع کیا اور ان کے سال اشاعت کی بنیاد پر ہی میراجی کی نظمیں کو زمانی ترتیب دی اور شائع کروایا۔ یہ نظم جس رسالے میں شائع ہوئی وہ اِس کا دسمبر ۱۹۳۹ء کا شمارہ ہوگا جس وجہ سے اِس نظم کو اُنھوں نے ۱۹۳۹ء کی نظموں کے تحت رکھا چوں کہ رسائل کی اشاعت میں تاخیر کا امکان اکثر رہتا ہے۔ دسمبر ۱۹۳۹ء کا کوئی شمارہ جنوری ۱۹۴۰ء میں تیار ہو رہا ہوگا۔ میراجی سے نظم کا کہا گیا ہوگا اُنھوں نے بھجوا دی۔ اِس پر اُنھوں نے چاہے تاریخ لکھی بھی ہو، رسائل میں نظمیں تاریخوں کے ساتھ کہاں چھپتی ہیں۔ لہٰذا شمارہ چاہے جنوری ۱۹۴۰ء میں مکمل ہوا ہو اور جنوری کے آخر یا فروری میں شائع ہوا ہو، وہ شمارہ تو دسمبر ۱۹۳۹ء ہی کا ہوگا۔ یہ کسی رسالے کا سال نامہ بھی ہوسکتا ہے اور سال نامے بھی اکثر تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اِس طرح اِس نظم کو میراجی کی نظمیں میں بھی اور اِس کی پیروی

میں کلیاتِ میرا جی میں بھی ۱۹۳۹ء کے تحت درج کر دیا گیا۔

۱۹۔ ترقی پسند ادب (۱۳۔ستمبر ۱۹۴۰ء)

یہ نظم بھی میرا جی کی نظمیں میں ۱۹۴۰ء کی نظموں کے تحت درج ہے لہٰذا کلیات میں اسی کے مطابق ہے بیاض کی مدد سے اِس کی تاریخ اور مہینے کا بھی تعین ہو جاتا ہے۔

بیاض میرا جی کی آخری پانچ نظمیں تاریخوں کے بغیر ہیں۔ بیاض میں اِن کی ترتیب یہ ہے: ''طائرِ شب''، ''نہر پر''، ''جنسی عکس خیالوں کا''، ''تشبیہیں''، ''ایک عورت اور ایک تجربہ''۔ اِن پانچ نظموں کا حتمی زمانی تعین تو صرف اِس حد تک ہو سکتا ہے کہ بیاضِ میرا جی چوں کہ ۱۹۴۰ء کے آخر میں مکمل ہوئی اور اُس کے آخر میں اِن کی موجودگی اِس بات کی شاہد ہے کہ یہ پانچوں نظمیں ۱۹۴۰ء سے پہلے کی تخلیق ہیں۔ اگر قیاس سے مدد لی جائے تو اِن نظموں کو زمانی لحاظ سے ذرا اور پہلے کا ہونا چاہیے کیوں کہ ۱۹۴۰ء میں میرا جی اِس بیاض کو مسودے کی صورت دیتے ہوئے پرانی نظموں کو نقل کر رہے تھے تو اگر یہ نظمیں ۱۹۳۹ء یا ۱۹۴۰ء کی تخلیق ہوتیں اور لکھتے وقت اِن پر تاریخ کا اندراج نہ بھی ہو سکا ہوتا تو دو ایک سال کی نظمیں تو ضرور اُن کے حافظے میں ہونی تھیں اور وہ اندازے سے کم از کم اِن کے سال کا تعین کر سکتے تھے جس طرح ایک نظم ''شکوہ'' کو اُنھوں نے ''۳۵ء اور ۳۷ء کے درمیان'' کا قرار دیا ہے۔ غرض ان کو ۱۹۳۹ء یا زیادہ سے زیادہ ۱۹۳۸ء سے پہلے کی ضرور مانا جا سکتا ہے۔ اِن نظموں کے موضوعات کو دیکھیں تو یہ اِس سے بھی پہلے کی لگتی ہیں۔

اِن میں سے پہلی نظم ''طائرِ شب'' کا موضوع میرا جی کی ابتدائی نظموں جیسا ہے گویا اسے ۱۹۳۳ء یا زیادہ سے زیادہ ۱۹۳۴ء کی تخلیق قرار دیا جا سکتا ہے۔ ''جنسی عکس خیالوں کا''، ''تشبیہیں'' اور ''ایک عورت اور ایک تجربہ'' یہ تینوں نظمیں موضوع کے لحاظ سے ۱۹۳۵ء کی محسوس ہوتی ہیں کیوں کہ ۱۹۳۵ء کی ساری نظمیں اس بیاض کی حد تک ایسے ہی موضوعات کی حامل ہیں اور ''نہر پر'' اپنے موضوع کے لحاظ سے ۱۹۳۶ء کے بعد کی خیال پڑتی ہے۔ اگر اِن نظموں کی رسائل کی اشاعتیں کسی وقت میسر آ سکیں تو ان کے زمانی تعین کی مزید تصدیق ہو سکے گی۔

## حواشی

* (پ: ۲۰ اپریل ۱۹۷۶ء) ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

۱۔ میرا جی کی اِس قلمی بیاض کی عکسی اشاعت، اِس کی گم شدگی اور دریافت کی روداد کے ساتھ مرتب کی جا چکی ہے جو بیاضِ میرا جی کے نام نقوش ریسرچ سینٹر، جی سی یونیورسٹی، لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اِسے ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ میرا جی، میرا جی کی نظمیں (دہلی: ساقی بک ڈپو، ۱۹۴۰ء)

۳۔ میراجی، میراجی کے گیت (لاہور: مکتبہ اُردو، ۱۹۴۳ء)
ان دونوں مجموعوں پر سال اشاعت درج نہیں ۔ ان کی تاریخ اشاعت کا تعین بعض دوسرے قرائن سے کیا گیا ہے، اس لیے انھیں قوسین میں رکھا ہے ۔

۴۔ میراجی، پابند نظمیں (راولپنڈی: کتاب نما، ۱۹۶۸ء)

۵۔ میراجی، تین رنگ (راولپنڈی: کتاب نما، ۱۹۶۸ء)

۶۔ میراجی، سہ آتشہ (بمبئی: ناشر، اختر الایمان، ۱۹۹۲ء)

۷۔ کلیات میراجی، مرتبہ جمیل جالبی کا ترمیم و اضافہ شدہ ایڈیشن میرے پیش نظر ہے جو سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔

۸۔ جمیل جالبی نے کلیات میراجی کی بعض نظموں کے ماخذ کے طور پر بیاض ضیا جالندھری درج کیا ہے لیکن اِس بیاض کی کہیں تفصیل درج نہیں کہ اس بیاض کی نوعیت کیا ہے اور یہ کہاں موجود ہے ۔

## مآخذ


میراجی ۔ بیاض میراجی ۔ مرتبہ محمد سعید، لاہور: نقوش ریسرچ سینٹر، جی سی یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۱۷ء۔

______۔ میراجی ۔ پابند نظمیں ۔ راولپنڈی: کتاب نما، ۱۹۶۸ء۔

______۔ میراجی ۔ تین رنگ ۔ راولپنڈی: کتاب نما، ۱۹۶۸ء ۔

______۔ میراجی ۔ سہ آتشہ ۔ بمبئی: ناشر؛ اختر الایمان، ۱۹۹۲ء۔

______۔ میراجی ۔ کلیات میراجی ۔ مرتبہ جمیل جالبی ۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۲ء۔

______ میراجی کی نظمیں ۔ دہلی: ساقی بک ڈپو، ۱۹۴۰ء۔

______ ۔ میراجی کے گیت ۔ لاہور: مکتبہ اُردو، ۱۹۴۳ء۔